الشیخ ڈاکٹر صالح بن عبداللہ حفظہ اللہ

خطیب امام مسجد حرام کے خیالات

اسلام اور شخصی آزادی

مترجم:۔ مولانا جار اللہ ضیاء

مسجد الحرام کے امام اور خطیب فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر صالح بن عبداللہ بن حمید نے مسلمانوں کو تقویٰ و پرہیزگاری اختیار کرنے کی دعوت دیتے ہوئے یہ بات زور دے کر فرمائی کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر امت مسلمہ کا امتیازی وصف ہے۔ اس کی عزت و قوت کا تاج، فکری اور اخلاقی انحراف سے بچاؤ کا سبب اور قابل نفرت انتہا پسندی اور شخصی آزادی کے مفہوم و معنی کے تعین میں مبالغہ آمیزی سے اجتناب کا بہترین ذریعہ ہے۔

آپ نے بات کو آگے بڑھاتے ہوئے فرمایا۔ شخصی آزادی کے نام پر لوگ معاشرتی برائیوں کے دلدادہ ہو کر بے خوف وخطرہ ان کا ارتکاب کرتے ہیں۔ ان میں مستغرق ہو کر دوسروں کو بھی ایسا کرنے پر آمادہ کرتے نظر آتے ہیں۔ ایسے لوگ کفر والحاد کو پسند کرتے اور اعلیٰ وارفع دینی اور اخلاقی قدروں کے خلاف برسرپیکار رہتے ہیں۔

آپ نے مزید فرمایا۔ یہ بات طے شدہ ہے کہ انسان مدنی الطبع ہے اور حیات انسانی انسانوں کے ساتھ مستحکم اور مضبوط روابط اختیار کئے بغیر خوشگوار اور پرلطف قرار نہیں پاسکتی۔ رب کائنات نے انسان کو ایک دوسرے کا معاون و مددگار تخلیق کیا ہے۔ کوئی بھی شخص ازخود اپنی جملہ ضروریات کی تکمیل سے یکسر قاصر ہے۔ اس اعتبار سے انسانوں کے مابین امر و نہی، دعوت وارشاد، ایک دوسرے کی خیر خواہی اور صراط مستقیم کی طرف راہنمائی ازحد ضروری ہے۔ جو شخص دوسروں کو خیر و رشد اور حق کی تلقین سے گریزاں رہتا ہے یا دوسروں کی طرف سے اسے ان امور کی تلقین نہیں کی جاتی۔ تو پھر لازمی طور پر خود اسے برائی اور باطل پرستی کی دعوت دی جائیگی اور وہ اس کی طرف کھچا چلا جائے گا اور اگر کوئی شخص اس امر کا ارادہ کرے کہ وہ خیر یا شر دونوں میں کسی کی بھی تلقین نہیں کرے گا۔ تو یہ خام خیالی کے علاوہ کچھ نہیں۔ اس لئے کہ یہ انسانی فطرت اور اجتماعی زندگی کا ایک تقاضا ہے۔ اسے کسی صورت بھی پس پشت ڈالا نہیں جاسکتا۔

انسانی نفوس یا لوامہ ہیں یا مطمئنہ یا پھر دوسروں کو برائی کی تلقین کرنے والے انسانی نفوس کی یہ جملہ اقسام اگر خیر اور حق کے امور کیساتھ مشغول نہ ہوں تو پھر برائی اور باطل کے ساتھ مشغول ہو جاتے ہے۔ جو شخص اپنی مبادیات کے ساتھ مسلح ہو کر دوسروں پر چڑھائی نہیں کرتا تو پھر دوسرے اس پر ضرور چڑھائی کریں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"و لو لا دفع الله الناس بعضهم ببعض لفسدت الارض."
(البقرہ ۲۵۱)

ترجمہ۔ اگر اللہ بعض لوگوں کو بعض لوگوں کے ذریعہ سے دفع نہ کرتا تو روئے زمین پر فساد برپا ہو جاتا۔ امت مسلمہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس کا دین گزشتہ تمام ادیان کا جامع ہے۔ اس کی کتاب تمام آسمانی کتب کی تعلیمات کو سمیٹنے والی۔ اس کی شریعت دیگر شرائع کی نگہبان اور اس کی رسالت دیگر رسالتوں کی تصدیق کرنے والی ہے۔ دین اسلام ہر طرح کے امر و نہی کا جامع ہے۔ وہ امر جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد ﷺ کو معبوث فرمایا۔ وہ امر بالمعروف ہے اور وہ نہی جسے لیکر آپ ﷺ معبوث ہوتے وہ نہی عن المنکر ہے اسلام میں تمام اداروں اور ذمہ دار لوگوں کا مقصود اولین امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے۔ اسلامی معاشرہ معروف سے بخوبی آگاہ ہوتا ہے۔ اس کی تائید کرتا اسے پسند کرتا۔ اس پر خود عمل کرتا اور دوسروں کو اس کے اپنانے کا حکم دیتا ہے۔ مسلم معاشرہ منکر کا راستہ روکتا ہے۔ اس کے قبول کرنے سے انکار کرتا ہے۔ خود اس

سے اجتناب کرتا اور دوسروں کو اس سے بچنے کی تلقین کرتا ہے۔ الغرض امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اس امت کا امتیازی وصف اور اس کی فضیلت کا عنوان ہے اور اس میں اس کی عزت اور شان و شوکت پنہاں ہے۔

ارشاد ہوتا ہے:

" کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتومنون باللہ۔" (آل عمران۔۱۱۰)

ترجمہ: ۔تم لوگ بہترین جماعت ہو جو لوگوں کیلئے پیدا کی گئی ہے۔ تم بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور اس پر ایمان رکھتے ہو۔

یہ رسالت کا ثمر' نبوت کا خلاصہ اور دعوت الی اللہ کا نشان ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہوا:

"الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا...... (اعراف ۱۵۷)

ترجمہ: ۔جو لوگ اس امی رسول و نبی کی پیروی کرتے ہیں۔ جسے وہ اپنے ہاں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ تورات اور انجیل میں وہ نیک کاموں کا حکم دیتا ہے اور انہیں برائی سے روکتا ہے اور ان کیلئے پاکیزہ چیزیں جائز بناتا ہے اور ان پر گندی چیزیں حرام رکھتا ہے۔ وہ اہل ایمان جن سے اللہ نے ان کے مال اور جانیں خرید لی ہیں۔ ان کی امتیازی خصوصیت ہے کہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی حدود کی پاسداری کرتے ہیں۔ امر بالمعروف نصرت ایزدی تمکین فی الارض ولینصرن اللہ من ینصرہ ---- وللہ عاقبة الامور۔ (الحج ۴۱/۴۰)

ترجمہ: ۔اور اللہ ضرور اس کی مدد کرے گا۔ جو اس کی مدد کرے۔ بے شک اللہ قوت والا ہے۔ غلبہ والا ہے (یہ ایسے لوگ ہیں کہ) اگر ہم انہیں زمین میں حکومت دیں تو یہ لوگ نماز کی پابندی کریں اور زکوۃ دیں اور دوسروں کو بھی نیک کام کا حکم دیں اور برے کام سے منع کریں اور انجام (سب) کاموں کا اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

آپ نے فرمایا۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ کی ادائیگی مسلم معاشرہ کو فکری آلودگی اور اخلاقی انحطاط سے بچانے کی ضمانت فراہم کرتی ہے۔ جہاں مختلف اقوام ماحول کی صحت و صفائی' ابدان و اجسام کی سلامتی کھانے پینے کے مقامات کی صفائی ستھرائی اور پانی و ہوا کو آلودگی سے بچانے کا خاص اہتمام کرتی ہیں۔ وہاں فکر و عمل کا نکھار اور درستگی اس سے بھی بڑھ کر اہمیت کی حامل ہے اس لئے کہ فکری اور عملی آلودگی ماحول کی آلودگی سے زیادہ خطرناک اور تباہ کن ہے۔ پھر ایسی آلودگی سے بڑھ کر کون سی چیز تباہ کن ہوگی۔ جو انسان کے دین میں شکوک و شبہات کو جنم دینے اور دینی بنیادوں کو تنزل کرنے والی ہو۔ یہ آلودگی کسی کتاب' قصیدہ' ناول' کیسٹ' اخبار یا رسالے کے ذریعہ عام کی جائے یا اس کے لئے کوئی اور وسیلہ اپنایا جائے۔

بہر حال مسلم حکومتوں اور معاشروں کی مشترکہ ذمہ داری ہے کہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ذمہ داری سے عہدہ برا ہوتے ہوئے مقدور بھر اس کا راستہ روکیں۔ علاوہ ازیں دعوت و تبلیغ کا فریضہ سرانجام دینے والے حضرات' مربی اساتذہ کرام نیز تعلیمی اور اطلاعاتی مشینریز کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی اپنی استعداد اور صلاحیت کے مطابق اس فریضہ کی ادائیگی میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کریں۔

آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

تم میں سے جو شخص بھی برائی دیکھے تو وہ اپنے دست و بازو سے اس کا راستہ روک دے اور اگر اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو زبان کے ساتھ ایسا کرے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو اپنے دل سے اسے برا سمجھے اور یہ کمزور ترین ایمان ہے۔

دوسری روایت میں ہے:

اس کے بعد رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں۔

یاد رہے اس فریضہ کی ادائیگی کے حوالے سے علماء کرام اور مصلحین امت پر دوسروں سے کہیں بڑھ کر ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

یہ ارشاد باری ملاحظہ ہو:

ولو لا ینھا ھم الربانیون ...یصنعون۔ (المائدہ: ۶۳)

ترجمہ: ۔کیوں ان کے مشائخ اور علماء انہیں گناہ کی بات کہنے اور حرام کے کھانے سے نہیں روکتے ہیں کیسی بری ان کی کارستانیاں ہیں۔

اس آیت کی تفسیر کے ضمن میں ابن جریرؒ فرماتے ہیں:

"قرآن مجید میں علماء کے لئے اس آیت سے بڑھ کر کوئی دوسری آیت باعث وعید و تخویف نہیں ہے۔"

خطیب حرم مکی نے سلسلہ کلام کو آگے بڑھاتے ہوئے فرمایا:

اگرچہ ہماری گذشتہ گفتگو کے

مندرجات بالکل عیاں ہیں مگر ہم ایک بار پھر یہ بات زور دے کر کہنا چاہتے ہیں کہ معاشرہ جس قدر بھی فضل و بہتری اور استقامت کی منزلیں طے کر چکا ہو اور وہ اعلیٰ اخلاقی قدروں کا حامل ہو۔ پھر بھی اس میں ایک ایسی جماعت کا موجود ہونا از حد ضروری ہے جو معاشرے کے معنوی وجود کی نگہداشت کا فریضہ سر انجام دے سکے جو کہ عقیدے کی درستگی اور حسن اخلاق سے عبارت ہے۔

جس طرح کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

و لتكن منكم امة .... هم المفلحون۔ (آل عمران: ۱۰۵)

ترجمہ:۔اور ضرور ہے کہ تم میں سے ایک ایسی جماعت رہے جو نیکی کی طرف بلایا کرے اور بھلائی کا حکم دیا کرے اور بدی سے روکا کرے اور پورے کامیاب یہی لوگ تو ہیں۔

یہ جماعت معاشرے میں نیکی اور بھلائی کی نمائندہ ہوا کرتی ہے۔ معاشرے کو بگاڑ سے بچاتی اور اس کی نگہداشت کی ذمہ داری نبھاتی ہے۔ چونکہ ان کے نفوس حقیقی زندگی سے معمور ہوتے ہیں۔ روحیں تڑپ و درد کی دولت سے شاداں و فرحاں ہوتی ہیں۔ لہٰذا معاشرے کی اصلاح ان کی زندگی کا مقصد اولین قرار پاتی ہے۔ پھر چونکہ یہ جماعت معاشرے کے توازن اور استقامت کی نگہداشت کرتی اور اس کے تسلسل اور بقاء کے عناصر کا تحفظ کرتی ہے۔ لہٰذا معاشرہ سعادت و خوش نصیبی سے ہمکنار ہوتا ہے۔

عصر حاضر کا ایک بہت بڑا المیہ اس کا قابل نفرت بیہودہ پن اور غلط مبالغہ آمیزی ہے جو کہ جماعت کے حق اور معاشرے کے کردار کے بالمقابل شخصی آزادی اور فرد کی خصوصیت سے عبارت ہے۔ شخصی آزادی اور فرد کی اہمیت کے نام پر لوگ برائیوں کے فروغ کے لئے کوشاں ہیں۔ انہیں پسند کرتے اور ان کے ساتھ دلی وابستگی دکھاتے اور ان کے لئے مر مٹنے پر آمادہ نظر آتے ہیں۔ ایمان کو ترک کر کے کفر و الحاد اختیار کرتے ہیں۔ گمراہی اور نافرمانی میں حیات مستعار کو صرف کرتے اور گھٹیا پن کی اشاعت میں مصروف عمل رہتے ہیں اور یہ سب کچھ فرد کی آزادی اور شخصی حقوق کے نام پر ہو رہا ہے۔

آزادی؟ ہاں ننگے پن کی آزادی، زنا اور لواطت کی آزادی، حتیٰ کہ کفر و الحاد کی آزادی۔ پھر بات مزید آگے بڑھی اور یہاں تک پہنچی کہ اسے تعلیمی نصاب، سیاحتی پروگراموں اور راحت کاری کے وسائل میں شامل کر لیا گیا۔ اس آزادی کا نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ ایسے لوگوں کی غالب اکثریت اس کی اتھاہ گہرائیوں میں دھنستی چلی گئی۔ معاشرے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوئے اور خاندانی زندگی کا شیرازہ بکھر کر رہ گیا۔ زندگی کی حقیقی رونق اور تروتازگی ناپید ہو گئی۔ یوں لگتا ہے کہ یہ رویہ عنقریب آندھی اور طوفان کی طرح ان تمام قدروں کو ملیا میٹ کر دے گا جن پر تہذیبیں استوار ہوتیں اور اقوام تشکیل پاتی ہے۔ پھر اس سے بڑھ کر افسوس اس بات کا ہے کہ فرد کی تقدیس کے اس نظریہ میں انتہا پسندی، مسلم افراد کی اکثریت کو بھی اپنی لپیٹ میں لے چکی ہے۔

آپ کے مشاہدہ میں ہوگا کہ اس میں مبتلا لوگ نہ تو کسی مصلح کی بات کو قبول کرنے پر امادہ ہوتے ہیں اور نہ ہی وہ کسی خیر خواہ سے کوئی تعلق رکھنا چاہتے ہیں۔

اس کے جواب میں وہ اس قسم کی کٹ حجتی پیش کرتے ہیں کہ یہ انسان کی ذاتی زندگی میں مداخلت اور شخصی آزادی پر قدغن لگانے کے مترادف ہے۔ وہ اسے ناروا پابندی اور رجعت پسندی سے تعبیر کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ خود اور دیگر اہل ایمان اس امر سے بخوبی آگاہ ہیں کہ اسلام ان چیزوں کے سراسر خلاف ہے۔ اسلام فرد اور جماعت کے حقوق میں توازن قائم کرتا ہے اور اس توازن کو قائم رکھنا سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے:

"فكلكم راعٍ و كلكم مسئول عن رعيته۔" تم میں سے ہر شخص ذمہ دار ہے اور اپنی ذمہ داری کے بارے میں جوابدہ بھی۔

والمومنون والمومنات بعضهم اولياء بعض۔ (التوبہ: ۷۱)

ترجمہ:۔اور ایمان والے اور ایمان والیاں ایک دوسرے کے (دینی) رفیق ہیں۔

اس امر کی وضاحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کردہ اس مثال سے ہوتی ہے۔ "حدود اللہ کی نگہداشت کرنے والے اور ان کی حرمت پامال کرنے والے کی مثال اس قوم جیسی ہے جس نے ایک کشتی کے بارے میں قرعہ اندازی کی اس کے نتیجے میں کچھ لوگ کشتی کے نچلے حصے میں جبکہ دوسرے اوپر والے حصے میں ٹھہر گئے۔ پھر یوں ہوا کہ نیچے رہنے والے لوگ اوپر والوں کے پاس سے پانی لے کر گذرتے۔ جس سے انہیں تکلیف ہوتی۔ ان میں سے ایک شخص نے کلہاڑا پکڑا اور کشتی کے نچلے حصے میں سوراخ کرنے لگا۔ وہ لوگ اس سے

پوچھنے لگے آپ کو کیا ہوا؟ وہ کہنے لگا تم لوگوں کو میری وجہ سے تکلیف ہوتی ہے جبکہ مجھے پانی کی ضرورت ہے۔ اب اگر وہ لوگ اس کا ہاتھ روک دیں تو اس طرح وہ اسے بھی بچالیں گے اور اپنے آپ کو بھی اور اگر اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں تو اسے بھی ہلاک کر دیں گے اور اپنے آپ کو بھی۔ (صحیح بخاری)

فضیلۃ الشیخ نے فرمایا۔ جو لوگ ترقی' آزادی اور پرائیویسی کے نام پر حق وباطل کے درمیان امیزش کا ارتکاب کرتے ہیں۔ وہ امت کو دعوت' قوت' اشتراک و یکجہتی اور خیر و بھلائی جیسے مضبوط ترین اسلحہ سے محروم کرنے کی مذموم سازش کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ امت اپنی ان خصوصیات کو کھونے اور انہیں مناسب اہمیت نہ دینے کی وجہ سے خودکشی کی غار میں گر جائے گی اور گذشتہ قوموں کی طرح لعنت سے دوچار ہوگی اور محرومی اس کا مقدر ٹھہرے گی۔

لعن الذین ... یفعلون۔
(المائدہ: ۹۷۔۹۸)

ترجمہ:- بنی اسرائیل سے جنہوں نے کفر کیا ان پر داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان سے لعنت ہوئی اس لئے کہ انہوں نے برابر نافرمانی کی اور حد سے آگے نکل جاتے تھے۔ جو برائی انہوں نے اختیار کر رکھی تھی اس سے باز نہ آتے تھے۔ کیسا بے جا تھا جو کچھ وہ کر رہے تھے۔

آپ نے فرمایا:

اس شخص سے بھلائی کی کیا امید کی جا سکتی ہے جس کے سامنے حدود اللہ پامال کی جا رہی ہوں اور وہ گونگا بن کر سب کچھ ہضم کرتا جا رہا ہو۔ یہ رویہ انتہائی خطرناک اور تباہ کن ہے۔ ہم دلوں کی موت سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔

دل کو جس قدر بھرپور کامل زندگی میسر ہوگی اسی قدر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس کی ناراضگی شدید اور بھرپور ہوگی اور وہ اللہ تعالیٰ کے دین کی نصرت و معاونت کے لئے کوئی کسر روا نہیں رکھے گا۔

آپ نے مزید فرمایا:

جو شخص دنیا و آخرت میں اپنی نجات' کامیابی اور سعادت کا متمنی ہے اسے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا راستہ اپنانا ہوگا۔ جو شخص موجودہ حالات کا گہری نظر سے جائزہ لے کر عالم اسلام کے حالات کا مطالعہ کرے گا وہ حرمین شریفین کی مقدس سرزمین کی صورت حال کا بخوبی ادراک کرے گا۔ یہاں کی حکومت نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ سے عہدہ برا ہونے کے لئے ایک بااختیار اور مستقل ادارہ قائم کر رکھا ہے۔ یہ ادارہ اور اس کے ذمہ داران کتاب و سنت کے متعین کردہ طریق کار کے مطابق اپنی ذمہ داریاں بانداز احسن نبھا رہے ہیں۔ اس کے لئے عصری تبدیلیوں' حالات و ظروف اور لوگوں کے مطالبات کا مکمل لحاظ رکھا جاتا ہے اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور توفیق کا نتیجہ ہے جو کہ اس مقدس سرزمین' اس کے باشندگان اور قائدین کے شامل حال ہے۔

اس مقدس سرزمین کو یہ امتیاز بھی حاصل ہے کہ وہ کتاب و سنت کے مطابق فیصلے کرنے کا علم بلند کئے ہوئے ہیں۔ علاوہ ازیں اسے حرمین شریفین کی خدمت کرنے کی بھی سعادت حاصل ہے جو دنیا بھر کے مسلمانوں کی چاہتوں کے مرکز ہیں۔ یہ ایسا کلمہ حق ہے جس کا برملا اظہار ہونا چاہئے اور ان عظیم خدمات پر حکومت کو خراج تحسین پیش کیا جانا چاہئے۔

اسلام مخالف جھونکے دن بدن شدید سے شدید تر ہوتے جا رہے ہیں۔ حالات بڑی تیزی کے ساتھ کروٹ بدل رہے ہیں۔ کثیر تعداد میں دشمنان اسلام گھات لگائے بیٹھے ہیں۔ فتنہ و فساد کے علمبردار اسلام کی کشتی کو پارہ پارہ کرنے کے لئے سر توڑ کوششیں کر رہے ہیں۔

فطرت کے تقاضے کسی کا لحاظ نہیں کیا کرتے۔ اللہ تعالیٰ اس وقت تک کسی قوم کی حالت کو تبدیل نہیں کرتا جب تک وہ قوم خود اپنے آپ کو تبدیل نہیں کرتی۔ کسی فرد اور معاشرے کو ذاتی تحفظ حاصل نہیں ہے۔ قوانین قدرت اٹل ہیں۔

ہم اللہ تعالیٰ کے حضور دست بدعا ہیں کہ وہ اس مقدس سرزمین اور اس کے باسیوں کو امن و امان اور راحت کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ اس کی خوشحالی کی حفاظت فرمائے اور اسے دین قویم پر ثابت قدم رکھے۔ ہم یہ بھی دعا کرتے ہیں کہ رب تعالیٰ تمام اسلامی ممالک کو ہر طرح کی خیر و بھلائی' توفیق اور درستگی سے نوازے۔ آمین

جامعہ عزیزیہ کا فون نمبر تبدیل

جامعہ کا ٹیلی فون نمبر تبدیل ہو گیا۔
لہٰذا احباب نوٹ فرمالیں۔
نیا نمبر ____ 221765
پرانا نمبر ____ 74291

قاری اظہار احمد رسولنگری جامعہ عزیزیہ ساہیوال